ڈاکٹر طاہر سعید کے نام (۵)

ڈاکٹر محمد مقصود

دُنیا کے مختلف نظاموں کا ایک جائزہ!

آیئے اسلامی دنیا کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظاموں پر ایک طائرانہ نظر دوڑائیں۔

سیاسی سطح پر:۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں واضح ہو چکا ہے کہ سیاسی سطح پر آخری فیصلہ دینے اور جائز و ناجائز کے سلسلے میں قانون بنانے کا سارا اختیار اللہ تعالےٰ کے پاس ہے۔ مگر اسلامی دنیا نے لومڑی جیسی چالاکی کے ساتھ یہ اختیار اللہ تعالےٰ سے غصب کر لیا ہے۔ اس کی پہلی وجہ تو مسلمانوں کا خود اپنا پچھڑاپن اور منتشر گروہی ہے اور دوسری وجہ یورپ یا مغرب کی ذہنی و فکری اور جسمانی و بدنی اندھا دھند بندگی، نقالی اور غلامی ہے۔

ے
جاں بھی گروِ غیر، بدن بھی گروِ غیر
افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے
یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلا تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

یا پھر یہ کہ

ے
اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمر قند
لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند

اور مزید یہ کہ

ے
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

از روئے قرآن امر بالمعروف و نہی عن المنکر شانِ باری تعالیٰ ہے، تقاضائے فطرت و حکمت ہے، کار نبوت ہے، شان صحابہؓ ہے، امت کا فرض منصبی ہے، اصحابِ اقتدار کا فرض عین ہے، سرفروش اور جانباز اہل ایمان کے اوصاف کا ذروۂ سنام ہے اور اس کے برعکس نیکی سے روکنا اور بدی کی تلقین کرنا منافقین کا طرز عمل ہے۔ دراصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لاینفک (Inseperable) ہیں اور ان دونوں میں بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں اہم تر نہی عن المنکر ہے۔ بنی اسرائیل پر لعنت کی وجہ یہی بیان فرمائی گئی کہ وہ برائیوں سے نہیں روکتے تھے۔ آج ہمارے ہاں مذہبی معاملات پر تو مناظرے ہوتے ہیں لیکن منکرات کے خلاف خاموشی ہے۔ ہماری دینی جماعتیں اپنے اصل ہدف سے ہٹ گئی ہیں اور پاور پالی ٹیکس میں ملوث ہو کر ادھر ادھر لڑھک رہی ہیں بلکہ سیاسی عناصر کے مقاصد کی تکمیل میں لگی ہوئی ہیں۔ اُن کی دوستیاں انہی کے ساتھ ہیں اس معاملہ میں شریعت کا کوئی پاس و لحاظ نہیں ہے بلکہ بس ایک دوسرے کی ٹانگ گھسیٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔

برائی کے خلاف منظم جدوجہد کی ضرورت ہے تاکہ طاقت کے ذریعے اس کا سر کچل دیا جائے۔ ایسے تربیت یافتہ افراد پر مشتمل تنظیم قائم ہو جن کی اپنی زندگی میں حرام و حلال کی پابندی ہو رہی ہو اور جو براہ راست تصادم مول لے سکتے ہوں۔ سُنّی مسلمانوں میں یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ اصحابِ اقتدار کے خلاف بغاوت نہیں ہو سکتی خواہ وہ فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہوں جب تک وہ کفرِ بواح کا حکم نہ دیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ مکتب فکر کے تحت تو تحریکیں اٹھی ہیں لیکن پوری سنی دنیا سُن پڑی ہوئی ہے۔ روس کی حالت سامنے ہے جہاں آذربائی جان میں شیعہ افراد نے علم بغاوت بلند کیا لیکن سنی ریاستیں خاموش ہیں اور وہاں آزادی کی کوئی لہر نہیں اٹھی۔ دراصل یہ مغالطہ بعض وجوہات کی بنا پر سنی مسلمانوں میں پروان چڑھا جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ تاھم امام ابو حنیفہ ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فاسق و فاجر حکمران کے خلاف بغاوت ہو سکتی ہے بشرطیکہ طاقت اتنی ہو کہ کامیابی یقینی ہو جائے۔ بہر صورت ہماری نجات برائی سے روکتے رہنے میں ہے لوگ مانیں نہ مانیں ہمیں یہ فریضہ ادا کرتے رہنا ہے یہی عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

LEARN & TEACH QURAN

ڈاکٹر طاہر سعید کے نام (۵)

ڈاکٹر محمد مقصود

دُنیا کے مختلف نظاموں کا ایک جائزہ!

آیئے اسلامی دنیا کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظاموں پر ایک طائرانہ نظر دوڑائیں۔

سیاسی سطح پر:۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں واضح ہو چکا ہے کہ سیاسی سطح پر آخری فیصلہ دینے اور جائز و ناجائز کے سلسلے میں قانون بنانے کا سارا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ مگر اسلامی دنیا نے لومڑی جیسی چالاکی کے ساتھ یہ اختیار اللہ تعالیٰ سے غصب کر لیا ہے۔ اس کی پہلی وجہ تو مسلمانوں کا خود اپنا چھچھوراپن اور شتر گربگی ہے اور دوسری وجہ یورپ یا مغرب کی ذہنی و فکری اور جسمانی و بدنی اندھا دھند بندگی، نقالی اور غلامی ہے۔

؎
جاں بھی گروِ غیر، بدن بھی گروِ غیر
افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے
یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

یا پھر یہ کہ

؎
اِک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند
لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند

اور مزید یہ کہ

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

چنانچہ آج تک کوئی دلیل اس امر کی پیش نہیں کی جا سکتی کہ اسلامی دنیا کے عدالتی ججوں اور وکیلوں نے قرآن وسنّت کو بنیاد بنا کر اپنے فیصلے صادر کئے ہوں۔ فیصلے تو خیر بڑی دور کی بات ہے قدم قدم پر یہ "خود ساختہ خدا" قرآن وسنت کے فیصلوں کے خلاف سینہ تان کر مخالفتوں پر اتر آتے ہیں۔ خود پاکستان کی چالیس سالہ تاریخ میں عدالتوں کے ایسے جج گزرے ہیں اور موجود ہیں جو قرآن کے ساتھ سنت کی شرعی حیثیت کے تو سرے سے قائل ہی نہیں۔ بخاریؒ اور مسلمؒ اُن کے نزدیک بڑے کودن اور احمق تھے۔ اور اُن کی بیان کردہ احادیث چند من گھڑت قصوں سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اور پھر اِک طرفہ تماشا یہ ہے کہ ایسی عدالتیں "اسلامی عدالتیں" اور ایسے جج "اسلامی جج" کہلائے جا رہے ہیں۔ پس یہ سمجھنا قطعاً غلط ہے کہ اسلامی دنیا کے کسی ملک میں سیاسی سطح پر حاکمیتِ خداوندی کا سکّہ چل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں حاکمیتِ انسانی کا کھوٹا سکّہ رواں دواں ہے۔ حاکمیتِ خداوندی کے عملاً قیام کی رٹ جس مردِ مومن نے بھی لگائی اُسے اس ناقابلِ معافی جرم کی پاداش میں یا تو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ٹھونس دیا گیا یا پھر انہیں پھانسی کے تنگ و تاریک کنویں کی راہ دکھا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندگی سے محروم کر دیا گیا۔ چنانچہ مصر میں جب بیسیوں کتابوں کے مصنّف اور عظیم الشان تفسیرِ قرآن "فی ظلال القرآن" کے مؤلف سید قطبؒ شہید نے حاکمیتِ خداوندی کے قیام کا نعرۂ مستانہ بلند کیا تو وہاں "اسلامی عدالت" کے "اسلامی جج" اور "اسلامی جیل" کے "اسلامی منتظمین" کیسی کچھ درندگی اور حیوانیت کے ساتھ اس مردِ خدا (سید قطبؒ) پر ٹوٹ پڑے اور پھر جیل کے اندر اس مظلوم کے ساتھ ان "اسلامی شیطانوں" نے "اسلامی شیطانیت" کی کیسی کیسی ہولیاں کھیلیں، وہ خود ذرا ان کے ایک شاگردِ رشید یوسف العظم کی زبانی سنئے:

"فوجی افسر جب سید قطبؒ کو گرفتار کرنے کے لیے اُن کے گھر میں داخل ہوئے تو سید اُس وقت انتہائی شدید بخار میں مبتلا تھے۔ انہیں اسی حالت میں زنجیروں میں جکڑ لیا گیا اور پیدل جیل تک لے جایا گیا۔ جیل کے دروازے پر اُن کی ملاقات جیل کے کمانڈر حمزہ بسیونی اور خفیہ پولیس کے افسروں سے ہوئی۔ جوں ہی سیّد قطبؒ نے جیل کے اندر قدم